

H. B. Artist — ممتاز المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین ایڈیٹر و پرنٹر شائع ہوا — Dogawan Lucknow
قیمت فی پرچہ ۲ر

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہر حال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اُسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ اسکی ایک مدت کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ مہینے کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں ورنہ خیر شما بسلامت۔ بندہ بہر حال ایک مشہور کیتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبانِ مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ کچھ سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاک کے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہو جاتا ہے لیکن یہ تماشا ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کا پی کے ساتھ بعض خریداروں کے خوداتنا زیبا نیاز مند منیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت سی ہے اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا ادھر تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کرلی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات واطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق ہر خط وکتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شائع نہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک اُن میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۲ نمبر ۴۵

مضامین غیر

یکم دسمبر ۱۹۲۰ء

آغاہ مشاعرہ؟

یہاں اس مشاعرہ کا جو ۲۱ دسمبر کو پیش ہیں مشاعرہ ۔۔ نومبر ۱۹۲۰ء کو دھوم مچا چند لکھنؤ کے گل و بلبل پر حضرت ہے شاعر و مقبول دشمن ابھی پہونچ گئے تھے سوئی بیچ بھی دیوان میں چھپی جو کہ ابھی لکھی تھی اس وجہ سے خیال تھا کہ اب کسی کو رنگ نہ بچے گا۔ جیسی مصرع طرح میں مصرعہ نقش اول ہو گیا رہتا ہے جو حرف طلول کا حصہ ادا کر گیا باطل دوست حق داروں امید واروں کے ہاتھ لگتا ہے مگر حضرت آپ جانتے نقش اول کی بابت ہے نہ ثانی کی۔ در حقیقت کی طبیعت آمد پر آمادہ ہوئی اور دوسروں کو رنگ جیسے پہلا مصرعہ آورد اور بلند کو چراغ جو نہیں جلتا۔ مزید یہ جو کہ آزادی کی طبیعت کسی دوسرے شاعر کی طبیعت سے ہوگئی تو طرف تو غالب رہتی ہے اے حضرت یہی ہوا مشاعرہ میں پہلے ہی سے شہرہ تھا کہ حضرت صفیؔ کو خود ہی نے اس سرزمین میں وہ گل ریزی فرمائی ہے اسکی ہوا کو بھی دوسرا شاعر نہیں پہونچ سکتا دیوان بلبل شاعر شائع ہو کر مقبول ہو چکا ہے بانی مشاعرہ نے رنگ اہل سخن کی آزمائش کے طور پر ... ایک نیا مصرعہ بھی منتخب کرنے پر تو وہ صفیؔ کی طبیعت کے مجبوری اس سے وجہ کے اور کیا دلیل ہو سکتی ہے ۔ وہ یہ تھا ؎

برق سی اک چمک گئی آج سر نیاز میں

اس شعر کا پہلا مصرعہ باعث انتشار وہی ہے اگرچہ بعض عیب جو شاعر اپنے جوہر سخن کی دنگی دکھانے بغیر خواہ مخواہ ایسے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ پہلا مصرعہ دوسرے سے ربط نہیں رکھتا۔ مطلب سمجھنے کے لیے جب تک سامع چند لمحہ ذہنی طاقت سے نہ کام لے دروازہ کو ایک پٹ بند اور ایک کھلا رہتا ہے۔ مکمل شعر تھا یوں ہے ؎

اس سے زیادہ اور کیا شوخی نقش پاکہوں
برق سی اک چمک گئی آج سر نیاز میں

مگر صاحب دنیا سمجھتی ہیں تحریف اور انحراف دل شکنی سے لگاؤ نہیں رکھتی انشاء اللہ سبحان اللہ کہتے ہیں اور مطلع پر اعوذ باللہ استغفر اللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ۔ کیا معنی کہ شاعری خود فروشی ہو تو یہ خدا فروشی ہرگز نہیں ہے۔ خدا کے گستاخی خدا پرستی کے ترک۔ خدا سے انکار میں کوئی معنوی لطف بھی نہیں اگر یہی شاعری ہے تو دنیا کا ہر ایک کافر بھی شاعر کے لقب پانے کا مستحق ہے۔ مطلع ملاحظہ ہو دوسرا مصرعہ شکستہ نہیں البتہ پہلا مصرعہ طالب ہی ہے یوں ہے ؎

یا کسی کو بھی نہ سنگ مشت در لامذہیں	بلکہ خدا کو بھول جا سجدۂ بے نیاز میں

ہوا ... تیری طرح کوئی مطلع نہیں جو ہونٹ تک پہنچ کے ابجد کی ہدایت فرمائیں بندہ نے جناب سلسلہ شعر کی رسم کر رکھی ہیں ایسی ہو گا نہیں کیا۔ ہم نے تو یہی دیکھا کہ نئے طرح کے واسطے پر زور تمام مشاعرہ میں جناب صفیؔ صاحب نے پیش ہی نہیں فرمایا مگر بجواب اجابت یا اعتبار اردو لباعتبار رنگ و سالس شاعری اور ہیبت ایک لطف فروش آواز ہی لوگ کہتے ہیں کہ پرانے زمانے میں روزینہ لکھنؤ کی بہتی تھیں اب خدا جانے کے عہد میں شعرا آداب کی تھی بالکل وہ تو خیر جو کہ بیچ تہ بزرگوں نے کافی محنت سے غزلیں کہیں جیسے شعر کچھ ہیں آنے کے لیے کہے گئے ہیں۔ اعتبار سامعین کے ہر وہ دست خالی نہیں رہے مگر جناب کو وفادار صاحب کے کلام کے سوا اور کسی کی غزل میں لطف نہیں آیا تو ۔۔

ہیں ؎

یا کسی کو بھی نہ رنگ سلسلۂ درازیں	بلکہ چند کو بھول جا شجرۂ خانہ سازمیں
لب سے لگا کے جو بُرا نہ میرِ عشق کر نماز میں	خنک کچلے ہو گئے لپیٹ جاؤ میرے دل گداز میں

مصرعہ بر مصرعہ طرح سے ؎

لب بجائیں نے مجاور وسی کس کے دونوں لبیا	برق سی اک چمک گئی آج سر نیاز میں
لیلی حسین قیس کے پاس چمک کے چلی	رنگ خدا کچھ اور دل تیرے تہہ باز میں
کوئی بجلی کر کے اڑ گیا طائر قدس کی طرف	کوئی پھولک کے رہ گیا دام گرجھا بازمیں
مو گئے وہ سرنشی ناکچھونی زلف اور کی بھولی	دونوں نے دیکھ ہوئی کمر کو ہیں
ارنست ہے کیا اعطیۂ صنعت فطرت خراب	چھوٹی سی وہم لگی حرز ایک قدر مازمیں
کیوں وفا کے سلسلے حسین جہت کے رہتے	ہوتے ہیں سب ہوتے تحفیۂ نماز میں
ہائے وہ خلعتیں کانوں کو ہیں ادا تیں	آنت ری بے تکانتیں طرح سے ستم طراز میں
آنت رنگ شنشیں لب پہ تماشتیں	لیلی تھیں سوز ہو ولیلی تھیں ساز میں
شعلۂ دل بھڑک اٹھے اہل سخن بھڑک اٹھے	آئینہ جو دونا تھیں مصرع شعر ساز میں

بعد الف کے نے کھو پھر الف اور دال ... لکھو
نام کے یہ حروف ہیں نام سخن طراز میں

حاضر الوقت وافذہین

قمرالزماں وحلیمہ

ترجمہ

(لاحق بہ سابق)

قمرالزماں اپنی معشوقہ کو یوں کم گشتہ کی طرح زمین سے آگے دیکھ کے تحیر ہوا۔ حلیمہ اگرچہ بڑی گھبرائی اس بھی بہت سی عجیب و غریب باتیں دیکھتی ہیں۔ پھر اس نے جو خانے کا راستہ دکھا یا ... مختلف بند کافی ... قریب تمام حلیمہ چلی دور تک کے اپنے گھر میں آئی۔ حلیمہ جو ہر ہی سب معمولی رہا جان کے آیا تو اپنی زبان ... رنج و استقبال کے لیے بڑھیں جلدی جلدی کپڑے اتروائے۔ نئے نئے دیدی کے آنے کی

خیر دی۔ تھوڑی دیر میں قمرالزماں بی عبید کے دوازے پر پہنچا دستک دی۔ دونوں نے پہر رات گئے تک ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں پھر دونوں اپنی اپنی خوابگاہ کی طرف راہی ہوئے۔ ایک ہفتہ بخت قمرہ پا کے سویا دوسرے کے نصیب جاگے۔ چند روز یہی دستور رہا۔ اس اثنا میں بی حلیمہ شوہر کی کمائی سے آشنا کا گھر بھرتی رہیں۔ نقد و زیور سے صندوق پٹارے خالی ہوئے۔ چار پانچ روز کے بعد حلیمہ نے قمرالزماں کے ہاتھ میں ایک مرصع کام دستے کی چھڑی دی اور کہا تم یہ چھڑی لے کے عبید کی دُکان پر جاؤ ادھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد یہ چھڑی اسے دکھانا اور کہنا کہ بھائی صاحب آج عجیب اتفاق ہوا میں آپ کی ملاقات کے لیے آ رہا تھا کہ ایک حبشی کے قبضے میں یہ چھڑی دکھی دیکھتے ہی جی لوٹ ہوا سبحان اللہ کیا کاریگری ہے کہ کیا کہیے۔ وہ کہتا تھا کہ میری آشنا مجھ پر مہربان ہے آج اسکے پاس نقد نہ تھا اُسنے مجھے یہ چھڑی دی کہ بازار میں بیچ کے بنا کام نکالو وہ کہتی تھی کہ چھڑی میرے شوہر کی ہے خبردار احتیاط سے بیچنا کہیں میرا شوہر نہ دیکھ لے تو جان نہ بچے مفت ہی خرابیاں ہوں گی۔ یہ چھڑی خرید لی آپ ملاحظہ کیجیے کہیں مجھے نقصان تو نہیں ہوا۔ اسکے جواب کا انتظار کرو اور تھوڑی دیر بیٹھ کے سیدھے گھر چلے آؤ۔ بی حلیمہ کی یہ تدبیر کارگر ہوئی قمرالزماں نے چھڑی جیب میں رکھی اور ٹہلتا ہوا عبید کی دکان پر آیا اس نے تعظیم و تکریم سے بٹھایا۔ آخر شب کے ادھر اُدھر کی باتیں ہوئیں۔ عبید چھڑی دیکھتے ہی گھبرا اٹھا خوب دیکھی بھالی پھر حیرت کے گڑ گیا۔ بیٹھے ہوئے اس ... کو ہاتھ ... کھنے والے ... یہ تو ایک ... چھڑی تھی ... خود ... انتخاب کرکے ... تھے ... فرمائش کی کہ ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو ... قمرالزماں ... کی کمائی ... غریب کا ...

کبھی زانو بدلا کبھی تیوریاں چڑھائیں آخر قمر نے چھڑی بڑھائی کہ اُستاد تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا بتاؤ مجھے نفع ہوا یا خسارے میں رہا۔ اُستاد کو گویا شاگرد کی طرح جواب دینا تھا کہ کتاب عقلات کا درس جاری ختم ہو چکا۔ چھڑی ہاتھ سے پھینک کے بولے حضرت تین تین سو روپیہ کی ہے۔ خدا مبارک کرے ... نگاہ کہاں جواں ہو چار جواہر کی قدر پہچانے آپ خوش قسمت ہیں۔ بیچنے والا اور ... دونوں بدنصیب ہیں کہ ایک نے ہزار کا مال تین سو میں بیچا دوسرے کی چوری کا نام میں ... رکھنے والی نکلی میاں کی آبرو اور ... عزت ... چھڑی سے حلال کیا ... دونوں بیاہی ...

ہے ... چھڑی ... دیکھ ... کی طبیعت ... آنکھیں چھپنے ... بی بی سے کہا: کہاں ہے میری چھڑی؟ بی بی نے ... کیا بات ہے ... غضب کی ... پوچھا خیر تو ہے آج نادقت کیوں آئے شاید کوئی ... چھڑی کا خطرہ ہے مجھے تو وہ چھڑی بہت پسند ہے میں ہرگز نہ بیچوں گی۔ اُستاد بولے؟ ورنہ لاؤ میری چھڑی لاؤ۔ بی بی نے پھر بات کو ٹالی۔ ... لڑنے پر تیار ہو۔ اے میاں خدا کے لیے مجھ ... دکھا دو ... کی بات نہیں۔ اُستاد عبید سمجھ گئے ... کہ واقعہ سچ ہے ... حاضری میں۔ بیگم صاحب ... سے عزت اٹھاتی ہیں۔ بہت ... آنکھیں نکالیں کہا ... ورنہ آج تمہاری ... نکل گئی ... جب تک ... آبرو ... مرد ... کیا ... کہیں ... ہوں یاد آئے ... کہاں ... جہاں میں کوئی ... کی چھڑی کی ... تیزی سے ... کو قسم ... کہنے لگے ... اس چھڑی حاضر کرو ورنہ پچھتاؤ گی۔

پھرا۔ عبید وہ باتیں کر رہا تھا گویا دل کا یہ حال تھا کہ ... گئے تھے ایک ... کی ... دوست ... کی جگہ ... آگ کی ... ... جا رہا ہے۔ جیسے ہی قمرالزماں روانہ ہوا عبید بھی ... کر ... کی ... میں مشغول ... آ ... چھڑی ... اُستاد دکان سے ... ہوئے ... ہوش نہیں ... تیری ہوئی ... خود ... ادھر قمرالزماں نے حلیمہ کا ... حلیمہ ... صاحب کی ... کے بیٹھ رہی۔ اتنے میں میاں عبید ...

حلیمہ ... کے ... کسی کی ... عبید نے ... حلیمہ نے ... چھڑی ... کی چھڑی ... ہو گیا ... دکھا ... تمہارے پاس ہے اب حلیمہ کی ... شوہر ... کی ... بات کا اعتبار نہ کیا آج جب ... بات ... کبھی ... گھوڑے پر سوار ... معلوم ہوتا ہے ... کسی اور ... کسی ... یا ... تمہارے ... آئے اور ...



ذرا عجیب تہذیب

سادہ کار سادہ لوح ہے یا [illegible] بہت سمجھایا کہ بیگم خفا ہو۔ بات ہی ایسی تھی جو سو گز کے فاصلہ سے بھی اگنے والوں میں ایسی پن چھری دو ملی۔ آخر وقت سے بہت ظاہر ہیں نہیں کہ بہت تھا ایسا قصہ سنا یا کہ [illegible] اور چڑ گئی کہتا تھا کہ ایک حبشی سے چھری خریدی کی ہے حبشی گراں کی آشنا بیگم نے دی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ یہ سنتے ہی غیرت کے مارے میرا برا حال ہوا۔ شاید کہ یہ قصہ صاف کر دو۔ صاف کر دو میں ہی سمجھا کہ حبشی نے میرا ہی گھر تاکا ہے مگر اب دل مطمئن ہے وہ چھری وہاں تھی وہیں رکھ دو بیگم نے خفا تھا کہ کیا میرے پہلی بدگمانی ہے۔ اس وقت صلح و رنجی ہوئی لیکن آئندہ خیال رہے کہ نہ کسی کو سب کچھ گوارا ہے مگر ایسا اخر ہونا پسند نہیں کرتی۔ بیادر ہے کہ تھا ملال میری طرف جو ہو چکا اب میرے دل سے بدگمانی دور ہو جانے کی ہے یہی حال ہو تو میں تمہارے گھر میں کبھی پانی نہ پیوں گی تمہاری صورت نہ دیکھوں گی۔ نہ آکر کے بیٹھوں گی۔ ایک دن تو یہ ماجرا ہوا دوسرے دن علیمہ نے قرنیک اپنا خاوند کی بنائی ہوئی پگڑی جس کا ثانی شہر میں نہ تھا عبید کی دکان پر بھیجی۔ پھر علیمہ کا بھائی آیا اور اسی پگڑی کے بارے میں یوں کہا کہ بھائی صاحب آج چھری کا قصہ ختم ہوا۔ وہ حبشی آپس میں جھگڑتے تھے میرے روبرو کوتوال سے کل والے حبشی نے مجھے پگڑی دکھائی اور کہا میری مشرقہ نے آج اپنے میاں کی پگڑی بہ رضا معاف کی ہے اسے بیچنے لایا ہوں یہ دوسرا شخص میرا بھائی ہے کہتا ہے مجھے دیدو۔ ہم اس میں کیوں دو نہ فرق میں نے الماری اشرفی کو یہ مال خرید لیا ہے نہیں

جاتا کہ جھگڑا ہے یا سنا ہے۔ جوہری صاحب کے دل نے تماشا کی پہلا بگڑا سبھی ہوئی دیکھے ہی بگڑ کر چاروں میں بدگمانی کا شبہا ہوا۔ ہاں کمانی میں بڑا آیا دہر پگڑی دکھا کے بہت برا ہوا اور جیب سے نکالا خنجر کی گھر میں پہنچتے ہی بی بی سے پگڑی مانگی بی بی نے پگڑی نکال کے لانے کی میاں وہ ملال پہنچے لگے بی بی منہ دیکھنے لگیں یہ جھاکیا ہوا۔ بولے کچھ نہیں یہ وقت آن لگا ہے سخت حیران ہوں کیا کروں۔ آج میرے دوست نے مجھے ایسی پگڑی دکھائی کہ حبشی سے خریدی ہے کیوں بی بی کیا دنیا میں ایسی مشابہت بھی ہوتی ہے؟ ارے جیسے یہی پگڑی ہے ویسی ہی کام کی ہے ویسی ہی وضع ہے ویسی قطع ہے ویسی ہی وزن ہے ویسی ہی قد ہے ویسی ہی چال ڈھال ہے۔ غضب خدا کا سات سو اشرفی کا مال تمہارے [illegible] میں ہے۔ پہلے تو علیمہ گھبرائی بھی پھر اپنا خاک کرکے بولی۔ سبحان صاحب معلوم تم اسی طرح روز باگل ہو گئے ہو بھلا مرے پاس ایک ہی پگڑی ہے یا ایسے ساتھ ہے۔ جو تمہارے دل میں ہے وہ تیندی کے ناخوروں بگھا ہے۔ تم اپنے دل میں کہتے ہو کہ جو ہے اور سفر سے آشنائی ہے۔ حالانکہ یہ بلائیں تمہارے اپنے گلے لگائی ہے۔ میں غریب پردہ نشین عورت ذات کیا جانوں کہ قمر الزماں کون ہے۔ بس اب سے آئندہ گھر کے آئے میر تمہارا نباہ نہ ہوگا۔ جو جوہر جو خنجر پگڑی اور چھری کہیں کھو گئی ہوتی تو میاں تم کو رستے

مقرر ہے میرا موٹی نہ پگڑی بلکہ خنجر ہاتھ پہ ہو نہ بیٹھے رہتے۔ اب اس نے اشرفی قربان کرنے کی ٹھانی اس کمبخت نے اپنی چیز بیچ سیدھی صاف دیکھ بھال نہیں جانی ہوں خدا دانا ہے مجھے یہ کہہ کر دیکھ لو کہ کیا نہ تم نہیں ہو۔

درحقیقت جوہری اپنی عورت کو بہت چاہتا تھا مگر کسی قسم کی فکر رنجی کی نوبت نہ آئی تھی فریب کے جال پر اس جھگڑے کا کچھ نقش بیٹھا اور علیمہ بیان ہو کے دکان آیا مگر پکڑ نہیں اور قمر الزماں کو ساتھ ہو یا جو ہیرے کی یہ بس میاں جب کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا یا یہ سمٹ الٹی ہو گئی؟ آج وہ تمہارے دوست کہاں ہیں کیا انکے بھی طبیعت سیر ہو گئی؟ اے ہاں حبیب اللہ رسول کی روتی ہوئی جورو سے وہ آج بھی پگڑی چھوڑ تو وہ فریب کس کمیت کی مولی ہے۔ وہ بیچے قمر وہ سے چہرے دیدے سے علیمہ نے قصہ بیان کیا۔ بیگم آج اور کل کے واقعے نے میرے دل پر بڑا اثر کیا ہے میں کو سمجھتا ہوں کہ اس غریب الوطن کی بدولت کوئی نہ کوئی آفت گھر پر آنے والی ہے۔ علیمہ مسکرا کے بولی آپ کی آنکھ میں مروت ہے آپ کچھ نہ کیجئے بڑی آرزو کا کھانا بھیجے گی ۵

بھاڑ میں جائے کرایہ دار اور یہ گھر خالی

دے ہاں اپٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان ہے یہ دل سے ہی چاہتا تھا لیکن قمر الزماں کا قصور نہ ہوتا تھا

عاشقان رسول وصحابۂ رسول

اس عنوان سے حضور کے مرید و خوش بیان خطیب ایک نادر کتاب شائع ہوئی ہے [illegible] جن کا نام [illegible] ہے

تذکرۃ الصحابیات

[illegible]

قیمت علاوہ محصول [illegible]

منیجر [illegible] جنرل ایجنسی جوہری محلہ چوک لکھنؤ

اجلاس سب جج بہادر اول ضلع کھیری

مقدمہ دیوانی [illegible]

مدعی [illegible] ولد غلام [illegible] سکنہ [illegible] ضلع کھیری دیوانی

بنام

[illegible] کو اطلاع دی جاتی ہے کہ [illegible] مدعا علیہ [illegible] حاضر ہو ورنہ مقدمہ یکطرفہ [illegible] تاریخ [illegible] مقرر کی گئی ہے۔ آج بتاریخ [illegible] دستخط سے مرتب کیا گیا۔

دستخط حاکم بقلم انگریزی

مہر عدالت

روزنامہ مستقل کانپور

[illegible] ہندوستان کے مشہور سیاسی رہنما سید الاحرار مولانا حسرت موہانی کی ادارت و نگرانی میں باقاعدہ اشاعت کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ روزنامہ مستقل آزادی وطن کا پرجوش علمبردار ہے۔ روزنامہ مستقل مسلمانوں کے حقوق و مفاد کا سچا محافظ ہے۔ روزنامہ مستقل غریبوں اور مزدوروں کو سرمایہ پرستوں کے شکنجہ سے بچانے کے لئے سرگرم ہے۔

[illegible]

منیجر روزنامہ مستقل کانپور

صاحبان مروت سے دل لگی کیونکر ہو سکتی ہے باوجود
کے کچھ لگاؤ نہ لگے پر کہیں ایسا ذکر نہ ہم چشموں میں نکلی
ہوگی صاحبان مروت نام رکھیں گے کہیں منہ دکھانے کے
قابل نہ رہوں گا۔ جب بیاہ ہوا ہوں آج وہیں تھوڑی دیر
بیٹھوں گا جب نیند آنے لگی تو یہاں چلا آؤں گا۔ عبید تو
ادھر چلا بی بی نے جو سامان اپنے کمرے میں تھا [illegible]
سرداب کی راہ سے قمرالزماں کے کمرے میں بھیج دیا۔ ادھر
میاں عبید [illegible] کے قمرالزماں کے پاس آئے
تو معلوم ہوا کہ اپنی خوابگاہ میں ہیں وہی میز وہی آئینہ وہی
قالین وہی فانوس وہی شمعدان۔ دیکھتے ہی پاؤں
تھرانے لگے۔ بیٹھے [illegible]۔ قمر نے دریافت کیا کہ آج آپ
خاموش کیوں ہیں کچھ باتیں کیجئے دل بہل جائے۔ کہا بھائی
صاحب کیا عرض کروں دو تین روز سے مزاج ناساز ہے
کسی بات میں جی نہیں لگتا۔ آپ میرے ساتھ نشستگاہ
میں چلیے۔ وہیں بیٹھئے شاید تشویش کم ہو جائے۔ قمر ان کے
ہمراہ ہوا۔ حلیمہ گوشے میں کھڑی تمام کرشمہ دیکھ رہی تھی
ان دونوں کے آنے سے پہلے ہی جو چیزیں لائی تھی سب پھر
اٹھا لے گئی اور حسب دستور سامان اپنی اپنی جگہ پر آراستہ
کر دیں۔ عبید قمرالزماں کے ہمراہ تھا مگر دل حاضر نہ تھی
بار بار چاہتا تھا کہ قمرالزماں سے ان چیزوں کی [illegible]
کا حال پوچھے مگر [illegible] ہوتی تھی آخر [illegible] ہوئی اب جو
آکے دیکھا تو آئینہ میز کرسی ہر چیز [illegible] موجود
[illegible] ہو جاتا ہے۔ دل مطمئن ہوا۔ کچھ [illegible]
بات جیت حکایت روایت میں سونے کا وقت آیا تو دونوں
نے قہوے کے فنجان پئے۔ ایک [illegible]
[illegible]
[illegible] حلیمہ قمرالزماں سے سرگرم
گفتگو ہوئی کہ دیکھو یہ [illegible] نادان ہے۔ عورتوں کے
عمل فریب سے بالکل غافل [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
غریب عبید استاد کی دانائی [illegible]

ہوگی کس طرح [illegible]
انسانی مصنوعات کا [illegible]
[illegible] قمرالزماں کے
پاس تو جب آنکے گھر جاتا ہوں کل چیزیں وہی دیکھتا ہوں
پھر اپنے گھر آتا ہوں تو وہی چیزوں میں کوئی چیز گم نہیں
پاتا۔ گویا آنکھوں کے فوٹوگراف میں اپنی چیزوں کی تصویر
کھینچ کے لیجاتا ہوں وہی [illegible] قمرالزماں کی خوابگاہ
میں جلوہ گر [illegible]
دونوں مقام آئینہ اور عکس ہیں۔ دو تین روز تک [illegible]
[illegible] قمرالزماں [illegible]
[illegible]
مشغول کار تھا کہ [illegible] قمرالزماں [illegible]
[illegible]
صاحب سلامت کے بعد عبید نے خود ہی دریافت کیا کہ
بھائی صاحب آپ دیکھیے [illegible]
نے جواب دیا [illegible]
جہاں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ یہی تھی صورت شکل کی بھی تھی اپنے آگے [illegible]
[illegible] آپ بھی دیکھیے [illegible]
تو نہیں [illegible] بھائی صاحب کو اپنی
صورت دکھا دا۔

[illegible] نقاب کنیز کے چہرے سے اٹھا دیا [illegible]
[illegible] قریب تھا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

قمرالزماں [illegible]
[illegible] صاحب سلامت کر کے رخصت [illegible]
[illegible]



کمیشن: شکر ہے آگئے پہنچ گئے۔ شابش ہے میرے گدھے کو۔ رسوائی کا بوجھ بھی لاد سکتا ہے۔"

پنچ: ہاں صاحب! کیوں نہ ہو۔ آپ کا گدھا بھی اچھا اور میاں کی توپ بھی اچھی۔ وہ رسوائی لادے لادے پھرتا ہے یہ گویا ہر بائیکاٹ کی صدا پر فیر کرتی ہے۔ لا اہلاً ولا سہلاً۔

ادھیں ہوئے۔ حبیبہ بھی جیسے تمھاری وضعداری پر سوداگر عجیب حالت ہے کبھی داڑھی کے بال نوچتا کبھی سر پیٹتا ہے۔ ہائے میں اس وقت کھانا دیتی تو وہ پھر گھر جاتی۔ ہے لوگ کہتے ہیں دماغ میں خلل ہو گیا ہے انہیں ان سے محبت تھی۔ یہ سانحہ نہ سہا گیا۔ بی بی تم گھر میں ہو؟"

حلیمہ "میں بازار میں ہوں معلوم ہوتا ہے آج کوئی نیا فتنہ اٹھا ہے۔ مروت جو حق کی دعا کر رہی تھی کیا بند کی۔ بازار میں جہاں نہیں بھی لوگوں کا ہجوم ہے۔ اینٹ کی جنگ لگ گئی ہے دیکھو خدا کے لیے ضد میں کھڑا ہے"

حبیبہ "بیچارے لوگ دوسرے مذہب کے وہ پھر مارا دھاڑ لگا۔ خدا یا کس سے پوچھوں سوداگر بچہ یہاں نہ آیا"

حلیمہ "ایسا ہو کیوں بھی تو سن۔ کیا ہوا"

حبیبہ۔ "ہائے گیا ذرے سے زندگی کٹ رہی تھی"

حلیمہ "ٹھیرو تو دیوانی ہو۔ سارے حال بیان کرو۔ خدا و محمد رسول کو کس نے ہاتھ"

حبیبہ "آج قمر الزماں نے ایک ڈنڈا بیوی پر ماری ہے وہ بال تمھاری تصویر ہے۔ غیر صورت کی مثال بہت محال نہیں۔ لیکن وہ کیا اندھیر ہے کہ تم بھی تمھارا دم بھی وہ ہے خاک میں دبی۔ قمر الزماں نے جو انگوٹھیاں والدین کی تھیں وہ بھی انگلیوں میں۔ اُف جس وقت میں نے اُسے اپنی دکان پر دیکھا تو تھا کہ ایک چیخ سے نکلی۔ خدا کی قسم اگر بیوہ بڑی کا خیال نہ ہوتا تو شاید کسی جگہ خاک و خون میں لوٹتی ہوتی۔ تم بھی جب دیکھ پاگل ہونے میں کیا کسر رہ گئی ہے"

(باقی آئندہ)

مولانا پنچ کی نوٹ بُک

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

واللہ کیسی کی ڈنڈے بازی بھی عمر بھر یاد رہے گی ہم مانا ہے بھول جائیں مگر یہ لوگ نہیں بھول سکتے جنہوں نے ان ڈنڈوں کا مزہ چکھا اور اب پکار پکار کے کہتے ہیں کیا مزے کے ڈنڈے اب پھر بھی ڈنڈا کھا کر بس میں کو بھی ایسی ڈنڈے بازی دیکھی ہوئی تھی

جو کہ پہلی کاٹیوں لے جا اتفاق ہی ہوا۔ بڑا تعجب ہے کہ جب پولیس صاحبان کو یہ سرکاری نے سائمن صاحب کی تقریب استقبال کالی کاٹیوں کا دھواں بنانے کے لیے تو یہ بات نہیں کہ شملی کے لالے پہنچ اٹھ گئے۔ کالی کالی جھنڈیوں کی ہی شکل میں دیکھے کالے جھنڈیوں میں مل گئے پولیس کو خبر بھی نہ ہوئی کہ گو بیک والے بھی ان کالی ٹوپیوں میں ہیں وہ باقاعدہ جلوس کے انتظار میں راستہ روکے کھڑی رہی جلوس آیا اسپیر گھوڑے جھنڈے لگے پنڈت جواہر لال نہرو اور کئی دوسرے شامت زدہ ڈنڈوں کی ضرب میں آ گئے جمع تو بھر تتر بتر ہوا۔ اتنے میں بادشاہ ہند و ستان لارڈ صاحب دہلی اسٹیشن پر وارد ہوئی نظام ہر طرف صاف تھا مگر جیسے ہی سرداروں کی پالکی ادھر سے گزری جو ادھر شملی والے نقارہ پیٹ رہے تھے ایسے ہی کالی کالی جھنڈیوں کے پھریرے کھلے جوش میں بار بار کر دیکھے اور یاروں نے نعرہ لگایا "گو بیک سائمن گو بیک" یہ آفت تھی۔ دگنا تھی۔ انتظام تھا فرور کی مدد سے کھسیانی بلی کھمبا نوچے "بھاگے ہوؤں کا پیچھا کیا گیا۔" ؎

پیٹا کر دیکھیں کو کالا نکل گیا

کالا سائمن صاحب کے روبرو "گو بیک گو بیک" کہنے والوں کی عزت کرنے پولیس کو شرم آئی چاہ کہ شرم کی بات نہ تھی۔ پولیس کی نوکری میں انسان کو پہلے شرم سے قطع تعلق لازم ہے۔ خدا بخشے بڑی نصیبن کہا کرتی تھیں "جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم جس نے کی بے حیائی اس نے کھائی دودھ ملائی"

راوی غیر معتبر ناقل ہے کہ اب شملی کالی ٹوپیوں میں کو ٹوپی بھر گئی ہے وہ گھوڑوں کی تو اسمبلی میں پیش کرینگے یعنی ادھر گھوڑا دم اٹھائے پھندا ادھر یاروں نے لال مرچ دم کے نیچے رکھ دی اب یا قسمت و یا نصیب و یا بخت!۔

رہا تو کہنہ مان؟

دیہاتی مثل ہے اور ایسے موقع پر چسپاں ہوتی ہے جہاں کسی مہمان کی بات نہ پوچھی جائے مثل تو یہی

ہم مہمان کے لیے نہیں استعمال کرتے میزبان کے حق میں استعمال کرتے ہیں سمجھتے ہیں کہ بعض ارکان خاندان شاہی بھی سائمن صاحب کے استقبال کے لیے تیار رہے تھے مگر ہم یہ پوچھتے ہیں ۔ رہا تو کہنہ مان؟

دیسی حضور کا شکار کس قطار میں ہے؟ اب یہی کہ حکومت ہند کی مہربانی سے حضور کے پاس کیا رہ گیا ہے جو کچھ شان دکھانے پر آمادہ ہوئے۔ کیا وہ پرانے وعدے بھول گئے تھے؟ کہ انگریزی حکومت جیسے اور خاندان شاہی کی پرورش مثل اپنے فرزند کے کرتی رہیگی اور جب تک گنگا جمنا میں پانی ہے اس وقت تک آل دہلی سے نہ ترسائے گی۔

اے خدا وندا آپ کو اب جنہیں بھی حق معلوم نہیں ہوتی۔ دس دس پانچ پانچ روپیہ پنشن وظیفہ کے ملتے ہیں ایک نسل کے بعد وہ بھی کوڑی کے تین تین ہو جاتے چلے ہوں گی پرورش جس پن آباد کے شہر سے ایک قہر میں پکارتے تھے "دیکھی ہم سے تو بیر نکیا دلا پیر بچھا مار" والے بھی اچھے رہے آپ بھی پکار پکار کے بھی ہم سے اکڑا کیا اچھے رہے جو ریل کے ٹکٹ پر رعایت میں ہیں جس سے ملا دوں سے حقوق رکھتے ہیں۔ اس پر بھی پچاس لاکھ روپیہ ملا کے اور تعلیم کے لیے مانگتے ہیں جو آنتی انگریزی انکو حاصل ہے آپ کا تعلق اگر ہے تو براہ راست کمیشن سے ہے جب تک حکومت ہند کی خود غرضی کا غم ہے اس وقت تک آپ کی فریاد قیصر ہند کے کانوں تک نہیں پہنچ سکتی۔ درحقیقت میں تو فریاد فیشن میں شامل ہو رہی ہے اور صرف مختصر چند صد روپیہ کا ایک ڈیکو ریشن اکس رائل فیملی ایسوسی ایشن کے نام سے ہے اگر ضرورت ہوئی تو دو تحقیقات میں اسی کا نام لے دیا جائیگا اور خدا نخواستہ ضرورت ہی کیوں پڑے گی جب آپنے کوئی مطالبہ نہیں فرمایا۔ بن مانگے کہیں کچھ ملتا ہے؟ بیٹھے بیٹھے بہتیاں۔ تعلیم کا مخصوص اہتمام۔ نہ خور و نوش کا۔ نہ رخت ستر پوشی کا۔ حق اللہ۔ پاک ذات اللہ۔ کا قصہ اور دستار و زیور سب جھنیا راز میں ہیں۔ قانون قاعدہ یا وکالت کی اس جگہ میں رسائی نہیں۔ قرض امانت و ضمانت کا حساب شائع نہیں ہوتا۔ جل بے وقت و زرنی نوجیہہ جنیا غائب اس پر کا ندارد

وفاداروں کو بھی کچھ ملتا ہے؟

شکر خدا کہ بیل نہ بود

سُنتے ہیں کہ لیڈی سائمن کی عینک کا مال غالباً اسٹیشن کی لوٹنگی اور دھونسنے کی دھموں دھموں کی دھمک سے ٹوٹ گیا آپ لارنس اینڈ میو کی دکان پر عینک کا علاج کرانے گئیں اور وہاں کہا کہ مجھے خدا کا شکر بجا لائیں کہ اس دُکان پر ان کو پرنٹرز کے نعرے رنگو بیک اُسے کانوں کے پردے سالم ہیں جلد نا تمام ہے غالباً لیڈی صاحب نے دکان پر آنکھ (باصطلاح پنچ آلۂ نقل ساعت) بھی دیکھ لیا اور یہ کہنا بھول گئیں کہ نہیں تو ڈونگ بھی سوال لینی۔ واقعی بے محل شکر۔ کیا معنی کہ جو کچھ اسٹیشن پر دکھا تھا اُسکا نتیجہ عینک ٹوٹنے کی صورت میں برآمد ہوا معلوم نہیں عینک ٹوٹنے پر شکر بجا لائیں تھیں یا نہیں یہ بھی مشکل ہے

"آنکھوں دیکھا بہت بڑا ہے کانوں سُنے سے" کمپنی جس کے ساتھ وہ آئی ہیں خدا کی عنایت سے آنکھ اور کان والا ہے مگر دنیا یاور کرتی ہے کہ کان اور آنکھ کی اسکے افعال میں مدد کی بھی ضرورت نہیں اگر ہے تو کسقدر، تو یہ تو مکاری عیاری کی ہے۔

شوق

سب اور سب سے زیادہ وہ آدمیوں کی تعداد ہندوستان میں بہت کم ہے خصوصاً لکھنؤ کا قطعہ تو ہے کیا نرالی؟ انھیں کام کی باتوں میں زبانت صرف کرنے کی عادت نہیں ہے۔ ذہانت کی علامت یہ ہے کہ بیٹھے سے کے بڑھا کر کوئی نہ کوئی شوق کرتا ہے اور اس شوق میں بھی ذہانت کا پورا ثبوت دیتا ہے۔ پڑوس میں ایک صاحب کبوتر باز ہیں جو ہر کام رنگ کے بیچ دیتے ہیں مثلاً کسی کبوتر کے پر سیاہ ہیں تو وہ سیاہ پر خوش کے مُنہ پر رکھ دیتے ہیں ایک گرہ بنگ کو کوئی نظر باز نہیں پہچان سکتا کہ یہ پرنقلی ہیں۔ مطلب ہے کہ قیاس کرلو جب انھوں نے زندگی اڑانی چاہی تو ذہانت کا ثبوت دیا کبھی وہ اڑا سکے جلوس میں نئے شوق کا حال سنو بھی یہ شوق بیٹھے سب سے بڑا کیا؟ وقتوں کی منسوب کا تعلق:

جلوس میں تین دور تک برابر بیٹھا ہوا مگر شوق میں کمی نہیں ہوئی۔ بلکہ ایک یہ قول ہے کہ

وامسرتا پولیس نے کھینچا ستم سے ہاتھ
ہم کو نہیں لذت آزار دیکھ کر
بنیاں کا مگر ہیں یہ ایک مبارک شوق ہے۔

حکایت

ایک ایسی نئی دُلہن دولہا کے ساتھ جوڑی کھیل رہی تھیں میراسن کنگنا اُچھالتی دولہا سے چھین کے دُلہن کے ہاتھوں میں رکھنی اور لگاتی جاتی تھی یہ دولہا جیتی ہو سے کو آیا۔ اچھالنے اور کہنے میں اتفاق سے دلہن پر وار دیا ہوا پڑا آواز آئی۔ اچھی! دلہن سے دو شخصوں میں مشترک تھی ایک میراسن دوسری دلہن۔ بدہ عنایاں کو کہکر گیا کو اٹھانا کہ کس نے بجائی دلہن شرمائی نے ایسا میراسن کو انھوں نے چوڑی کی کمر رکھ دی مگر دُلہن کے دم ہوا شرمندہ دیدیا کہ کچھ نہیں نہ آنکھوں کی سو وہ اس انگوٹھی کا حق ہے۔ میراسن کے نصیب کھلے ایک طرف دلہن کی رسوائی اپنے سر لے بیٹھی کی بات گردی دوسری طرف قیمتی انگوٹھی کا انعام اپنے انگوٹھی اُٹھا کے جلدی سے انگلی میں پہن لی۔ دلہن بھی کچھ نہیں کر سکی دل کی حسرت دل ہی میں رہ گئی بہت ہی دیکھ کر سب نے آہ کھانی بولی اُنھیں یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے تو آخر ابھی انھیں نظام دنیا کی خبر ہے۔ دنیا ایک مشہور سامان والوں بس خدمت کو بھی شریک تھی درمیان آکر بیٹھیں گے سنتے ہیں کہ حضرت نے ایک انگوٹھی اور خدمت کی گھر میں ڈال دی جس میں نہیں کی ہو وہ بھی حضرت نے خود بھی پہنی ہے کوئی کبھی بتا نہ سکا انگوٹھی والے شخص وہیں صاحب جو ہیں گو وہ حضرت خود ہی شریک ہیں دعوت کے دول میں ممکن ہے کہ وہ جوں کریں جو مگر وہ بھی ہے وہ کا رنگ جیتا ہوا منہ لائی کتنا خطرکے بیچ دوسری مشہور حکایت کا حال ہے ہیں۔ ایک دوست نے حضرت کے وقت دوسرے مخبل دوست سے کہا بھائی یا مجھے خیالی کے طور پر عنایت کرو۔ جب اس مجھنے پر کیا کروگی تم پر آکر تبھی یاد رہے گی۔

(اودھ پنچ)

جے کہنے لگے۔ بھائی صاحب جب خالی انگلی پر نگاہ پڑتی تھی مر دور خیال گزرتی ہے کہ وہ بھی یہ نہ دیکھ سکی اُن دونوں سے کے زخم دل کا مرہم ہے جو انھیں عمر بھر کھانے آنے والی کی خلافت کا خلعت نوشتہ آتکی میں لگ کر پیش کیا۔ قصیدے سے پڑھتے گئے ایک نگاہ کو دوڑا دیا اور جھنجھی کوڑی نے پائی کیا معنی کہ جان سے ہندو جانے یہ اس سبب کہ آئینہ وہ اس تحریری عام کا صلہ بلکہ صرف ایک دوست کو بیچے بارے میں شاعر کہہ گیا ہے

بروقت ہی زاں قصہ مستی دے ناز دار
کہ رفتا رایل ویرہ است گیسوے دوار

مطلب اور نتیجہ واحد ہے

دو کانیوں میں سے ایک نے کہا یار تم ہمارے بیاں آؤگے تو کیا دوگے؟ دوسرے ہم تمہارے یہاں آئیں تو کیا کھلاؤگے ٹھیک یہی حال سرو لیم جالی صاحب جب انگلستان کی سلطنت کو نوٹ یہ انھیں شاباشی دیتے ہیں کہ وہ جیتے تو نے ہندوستان کے بارے میں انگلستان کی خیرخواہی کا دم بھرا۔ اگر یہی اس حقیقت میں سمجھ لیجیئے کہ خوب ہندوستان پر ہندوستان کی خیرخواہی کی نیت سے قبضہ کیا ہے ہم کو ایک بات کی منادی کیا ہے جو تمہاری حکمت یا دو خیرخواہی ہندوستان کی ہو یا انگلستان کی نیت کہیں ہیں نتیجہ واحد ہے جب سرو لیم جالی ہندوستان میں رہتی تھی تب بھی یہی ہے تو مسلم تھا سے یہ تو بچہ بچہ جانتا ہے کہ یہ وہ دو کانیں ہیں جن سے عقل ہے اور شعر کی یا برطانیہ مسافت نہیں بتلانا ہے حرف اور بی ہے کہ یہ ہمارے استفادے کی صنعت مضمون تو نہیں ہے؟

ہمارے نزدیک سرو لیم جالی صاحب کی تحسین کے مستحق ایک تھے آگاہ بر پائی کہ اُن کی داڑھی میں جو آیا ہو انگریز ہم منتظر رہی تھا وہ سب ستہ پر رضی رہا ہوا۔ آقا بیل گرسنہ ر تفس نہیں سکے ہو ہی دیا جو آقا نے داڑھی جب بڑھی آقا کے دوست نے اشتی کی مُنہ کا معرکہ جب کہا اس کو تم پر حق رہا گیر آقا آکر دوست کو کیا کہا کہ اُس کو بہت آقا بات کی ضرورت ہے وہاں سے نکلے تو داڑھی میں جا کر بیٹھ گیا تو منتظر نے یاد کیا ہو مستحق ہو رہے ہیں۔ آقا ہم جو دیتے ہیں انکا ہوگا